السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی مسلمان کو بلا حکم شرع مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا کیسا ہے اور مسجد کے کنویں سے باوجود غیر قوم کے پانی بھرنے کے کسی مسلمان کو پانی نہ لینے دینا کیسا ہے؟ بعد نماز صبح کے مسجد کے منبر کے دائیں طرف منہ کر کے کھڑے ہونا اور کچھ دیر کے بعد رکوع کی مانند جھک کر تعظیم کرنا اور یہ سمجھنا کہ یہ تعظیم سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا اور کہنا کہ پیران پیر جس کو چاہیں دے سکتے ہیں، کیسا ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے جس میں یہ سب باتیں بھری ہوں، نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ان کے ساتھ میل میلاپ رکھنا اور ان کی دعوت قبول کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے نمازی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَـٰجِدَ ٱللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ... ١١٤ ... سورة البقرة

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے منع کرے کہ ان میں اس کا نام لیا جائے"

مسجد سے روکنا بڑا ظلم ہے اور ظلم کو باوجود قدرت کے نہ روکے، وہ مثل ظالم کے ہے اور ظلم کی درپردہ اعانت کرنا بھی ظلم ہے اور فسق۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو حاضر وناظر جان کر ان کی تعظیم کے لیے رکوع کی طرح جھکنا سخت بدعت ہے اور یہ سمجھنا کہ بڑے پیر رحمۃ اللہ علیہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں، محض غلط اور بڑے گناہ کی بات ہے، چونکہ ایسا شخص کلمہ توحید ورسالت کا بلا اکراہ دل سے مقر ہے، اس لیے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ حدیث میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صلوا خلف کل بر وفاجر"[1]

"برے بھلے سب کے پیچھے نماز پڑھو"

فاسقوں سے نہ ملنا، اگر اپنے بچانے کو ہے یا اس نظر سے کہ نہ ملنے سے گمان ترک فسق کا ہے تو واجب ہے۔ فاسق کی دعوت میں اگر کوئی فسق کی چیز شامل ہے تو دعوت نہ قبول کرنی چاہیے۔

---

[1]۔ سنن دارقطنی (2/57) واللفظ لہ سنن ابی داود رقم الحدیث (1125) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اس کی سند کے متعلق فرماتے ہیں: "مکحول لم یسمع من ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ومن دونہ ثقات" حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رواہ دارقطنی من طرق کلہا واہیۃ جدا" نیز امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس فی ہذا المتن اسناد یثبت" نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تمام طرق واسانید کا جائزہ لینے کے بعد فرماتے ہیں: "فقد نبین من ہذا التجریح والتتبع لطرق الحدیث انہا کلہا واہیۃ جدا کما قال الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی التلخیص (ص: ١٢٥) ولذلک فالحدیث یبقی علی ضعفہ مع کثرة طرقہ لان ہذہ الکثرة الشدیدة الضعف فی مفرداتہا لا تعطی الحدیث قوة فی مجموعہا کما ہو مقرر فی علم الحدیث فالحدیث مثل صالح لہذہ القاعدة التی فلما یراعیہا من المشتغلین بہذا العلم الشریف" (ارواء الغلیل: ٣/٢-١)

خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے، جو قطعاً قابل احتجاج نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا سوال میں جس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی بابت سوال کیا گیا ہے، سائل کے حسب تصریح اس کے عقیدے میں غیر اللہ کی عبادت اور اس کے لیے قدرت وتصرف جیسے شرکیہ عقائد پائے جاتے ہیں، جن کی موجودگی میں اس کے پیچھے نماز درست نہیں، کیوں کہ بلاشبہ یہ عقائد شرک اکبر میں داخل ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 04